فضل احمد کریم فضلی

پیدائش: ۱۹۰۶ء

وفات: ۱۹۸۱ء

تصانیف: چشمِ غزال، نغمۂ زندگی، سحر ہونے تک، خونِ جگر ہونے تک

سحر ہونے تک

حاصلاتِ تعلّم: اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ: ۱- نثر پارے کو اُس کے اجزا، خصوصیات، اصطلاحات اور تصوّرات کے حوالے سے سمجھ کر پڑھ سکیں۔ ۲- حالاتِ حاضرہ سے متعلق معاشی اور سیاسی مسائل پر اپنی رائے تحریر کر سکیں۔ ۳- سن کر بات/ کہانی/ مکالمے کو دُہراتے ہوئے اپنے علم اور تجربے کی روشنی میں بیان کر سکیں۔ ۴- ادبی شخصیات کے لیکچروں میں شریک ہو کر چیدہ چیدہ نکات ڈائری میں نوٹ کر سکیں۔ ۵- اصطلاحی، فنی اور پیشہ ورانہ لغات کا استعمال سیکھ سکیں۔

آج کلکتہ رنگ و نُور میں ڈُوبا ہوا تھا۔ رنگ نہ محض رنگ بہ نگ کی جھنڈیوں اور پُھولوں کا جن سے کُوچہ و بازار سجے تھے، بلکہ مرد عورتوں کے لباس کا بھی۔ نُور نہ محض دُھلی دُھلائی فضا سے سُورج کی کِرنوں کی صورت میں آسمان سے برس رہا تھا، بلکہ مسلمانوں کے دلوں سے بھی اُمنڈ کر ان کے چہروں سے چمک رہا تھا۔ جس طرح بنگال کی فضا پر سبزے کی بہتات کی وجہ سے سبز رنگ کا غلبہ تھا، اسی طرح آج کی رنگا رنگی پر بھی سبز رنگ ہی غالب تھا۔ ہر طرف مسلم لیگ کے سبز جھنڈے اس کثرت سے اُڑ رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا جیسے قدرت بھی درختوں کی شکل میں مسلم لیگ کے سبز جھنڈے ہی اُڑا رہی ہے۔ ہوڑہ اسٹیشن اور وہ معلّق پُل جو ہوڑہ برج کے نام سے مشہورِ زمانہ تھا، خاص طور سے اس رنگ و نُور میں غرق تھے۔ بھیڑ کا یہ عالم کہ بہ قول شخصے اگر تھالی پھینک دی جائے تو انسانوں کے سروں ہی پر میلوں ناچتی چلی جائے اور زمین پر اُترنے کا نام نہ لے۔ بُڈھے، جوان، بچے، مرد، عورت، نہ محض کلکتے کے گوشے گوشے سے بل کہ بنگال، بہار، یُوپی سے بھی اُمنڈ آئے تھے اور کیوں نہ آتے۔ آج ان کے محبوب قائدِ اعظم جو آرہے تھے۔ مسلمان تو جوشِ عقیدت و محبّت میں آئے تھے، مگر دوسری قوموں کے لوگ ہندو، سکھ، عیسائی، اینگلو انڈین، انگریز، امریکن بھی کثیر تعداد میں تماشا دیکھنے یا تصویریں کھینچنے کے لیے موجود تھے۔ مسلم لیگ نیشنل گارڈز وردیاں پہنے مجمعے کو منظّم کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ ان منظّم کرنے والوں میں مخلص پیش پیش تھا۔ باوجود کوشش کے نازش اس کے ساتھ ساتھ رہ کر کام نہ کر سکی تھی، اسے لڑکیوں کے گروہ میں شامل ہونا پڑا تھا۔ تسنیم کو مسلم لیگ کونسل کے رُکن کی حیثیت سے اہمیّت حاصل تھی۔ وہ اسٹیشن پر استقبال کرنے والوں میں شامل تھے

اوران کی یہ دولت وہاں عرفان مُلّا اور شمس الدّین بھی پہنچ گئے تھے۔

مجمع میں ایک طرف لیلیٰ بھی موجود تھی، وہ کامریڈوں کو مختلف حصّوں میں بھیج چکی تھی اور جو آتا اُسے بھیجتی جاتی۔ لتا بھی گھوم پھر کے آئی اور اس خیال سے کہ بھیڑ کا دھکا اسے دُور نہ پھینک دے، لیلیٰ کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو گئی، ہاتھ چُھوتے ہی اس نے کہا: ''باس! آپ کا بدن تو گرم ہے، بخار لگتا ہے۔''

لیلیٰ: ''کوئی بات نہیں، تم ہوڑہ برج کے قریب سے قریب پہنچ جاؤ، تاکہ جب جلوس پُل پار کر کے آئے تو اسے قریب سے دیکھ سکو۔'' وہ ''جو حکم'' کہہ کر چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد زمین و آسمان کے دل اللہ اکبر، قائدِ اعظم زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد، پاکستان زندہ باد! کے نعروں سے ہل گئے۔ یہ شور ریل کے اسٹیشن میں داخل ہوتے ہی اُٹھا اور میلوں تک اُٹھتا چلا گیا۔ کوئی اور اونچی جگہ نہ پا کر ایک گھوڑا گاڑی کی چھت پر مسٹر اسمتھ کھڑے تصویریں لے رہے تھے۔ اسی طرح اور گھوڑا گاڑیوں کی چھتوں پر بھی لوگ کھڑے تھے، مقامی بھی بیرونی ممالک کے بھی۔ انھی میں مسٹر ریمزے بھی تھے۔ جنھیں گھوڑا گاڑیاں میسر نہ آسکی، وہ موٹروں ہی کی چھتوں کو نوازنے پر مجبور ہوئے تھے۔ قائدِ اعظم کے آنے نے غریب گھوڑا گاڑی کے دن پھیر دیے تھے اور اسے یکایک موٹر سے زیادہ اہمیت بخش دی تھی۔ آخر ان کی تحریکِ پاکستان نے بھی تو غریب عوام کو امیر اُمرا سے زیادہ اہم بنا دیا تھا۔

ریمزے نے پہلے پہل قائدِ اعظم کا نام چائے کے باغ میں سُنا تھا۔ اس وقت اس نام کو چنداں اہمیّت نہ دی تھی۔ اس کے دل میں شبہ تھا کہ شاید ہندوستان کی آزادی کے مسئلے کو اُلجھانے کے لیے مسلمانوں کا سوال کھڑا کیا گیا ہو اور جو بات وہ اتنے دنوں سے اپنے ملک امریکا میں سُنتا چلا آیا تھا، وہی صحیح ہو یعنی ہندوستان کا صرف ایک مسلمہ لیڈر گاندھی ہے، جس کے پیچھے سارا ملک ہے۔ اس نے بعد میں بھی ہندو مسلم مسئلے کا ذکر وقتاً فوقتاً سنا تھا، مگر اس کا شبہ دُور نہ ہوا تھا، اب جو اس نے یہ عظیم الشّان مجمع اور یہ جوش و خروش دیکھا، تو وہ کچھ چکرا سا گیا، تو کیا واقعی اس ملک میں مسلمان اپنے کو ہندوؤں سے علیٰحدہ ایک قوم سمجھتے ہیں اور ان کا لیڈر گاندھی نہیں، بلکہ جناح ہے جسے وہ قائدِ اعظم کہتے ہیں؟ پھر تو معاملہ واقعی ٹیڑھا ہے۔

کچھ یوپی و بہار کے ہندو مزدور بھی تماشائیوں میں تھے، ان کے گروہ میں جیسا کہ عام طور سے ہر گروہ میں ہوا کرتا ہے، ایک بُقراط قسم کا شخص بھی تھا جو اپنے ساتھیوں کی معلومات میں قیمتی اضافہ کرنا اپنا فرض سمجھ رہا تھا۔ وہ بات بات پر اپنے ساتھیوں کو دیہاتی زبان میں معلومات آفریں باتیں بتاتا جاتا تھا اور ان کے چہروں پر حیرت و استعجاب کا وہ عالم ہوتا تھا، جیسے اس کی ہمہ دانی پر آفرین کہہ رہے ہوں۔ جب قائدِ اعظم زندہ باد کا شور گونجا تو اس نے کہا: ''جانت ہو، ای سور کا ہے، جندہ باگ آئے رہا ہے۔'' (جانتے ہو، یہ شور کیا ہے، زندہ باگھ آرہا ہے)

لوگ: ''جندہ باگ! باپ رے باپ! پھر تو بھاگے کا چاہی۔'' (.... پھر تو بھاگنا چاہیے)

بُقراط (فخریہ ہنسی کے ساتھ) ''جندہ باگ، سچ مچ کا باگ تھوڑی، مسلمانن کا راجا'' (.... مسلمانوں کا راجا)

لیلیٰ پاس ہی کھڑی تھی، باوجود یہ کہ اس کی طبیعت بڑی مضمحل تھی، مگر اس بُقراطیت پر بے اختیار اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی، اس نے دل میں کہا''یہ بُقراط زندہ باد کو جندہ باگ خوب سمجھا، مگر اس کی موٹی سمجھ میں یہ بات آئی بڑے پتے کی، واقعی مسٹر جناح اس وقت انسان کی صورت میں زندہ شیر کی طرح ہیں اور مسلمانوں کے دلوں پر جس طرح حکومت کر رہے ہیں، وہ کوئی راجا بھی کیا کرے گا۔''

قائدِ اعظم کی سواری پاس سے گزری، ایک طرف ان پر پھولوں کی پنکھڑیاں برس رہی تھیں اور ان کا چہرہ پھول کی طرح کھلا جا رہا تھا، دُوسری طرف نیشنل گارڈز کے منظّم دستوں کی چمکتی ہوئی تلواریں، پھر لوگوں کے چہروں پر حوصلوں، ولولوں کی چمک، اس پر اللہ اکبر، قائدِ اعظم زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد، پاکستان زندہ باد کے دل ہلا دینے والے نعرے۔ سواری کیا تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جلال و جمال، مَن تو شدم، تو مَن شدی[1] ہو گئے ہیں۔

لیلیٰ نے محسوس کیا کہ جو کچھ وہ دیکھ رہی ہے، اس سے مخلص کے سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی، مخلص کے دل میں اس منظر سے کتنا جوش و ولولہ پیدا ہوگا اور اس کے حوصلے و عزائم اب پہلے سے بھی کتنے زیادہ بلند اور مضبوط ہو گئے ہوں گے، وہ مسلمان ہوتی تو ضرور اس کا بھی یہی حال ہوتا، نازش کا بھی یہی ہوا ہوگا...... اس کا مطلب...... مطلب یہ ہے کہ نازش کے دل کی دھڑکن...... مخلص کے دل کی دھڑکن سے ہم آہنگ ہوگی، کیا یہ بات وہ اپنے دل کی دھڑکن کے بارے میں بھی کہہ سکتی تھی؟

لتا ہانپتی کانپتی آئی''ارے باس! باس! وہ...... وہ!''

''بات کیا ہے، خیریت تو؟ وہ...... وہ...... کون؟''

''نہیں، خیریت نہیں...... وہ...... وہی'' لیلیٰ کا دل بلیوں اُچھل پڑا۔ 'وہ' کا مطلب وہ سمجھ گئی تھی، انھیں کوئی حادثہ تو پیش نہیں آیا، الٰہی خیر۔ (ارے میرے دل سے یہ ''الٰہی خیر'' کیا نکلا! میں تو خدا کو نہیں مانتی، واقعی یہ انسان کی کمزوری اور بے بسی ہی ہے جو اسے خدا کو ماننے پر بعض وقت مجبور کر دیا کرتی ہے)

قائدِ اعظم کی سواری گزرنے کے بعد مجمع آہستہ آہستہ منتشر ہونے لگا، عرفان مُلّا نے تسنیم سے کہا:

''آپ قائدِ اعظم کا دیدار کرا دیا، آج میں وہ دیکھے جو سارا زندگی دیکھنے نہیں سکتے تھے، اللہ اکبر! دل کرتا، میں یہیں سجدے میں گر پڑیں۔ جمع دار صاحب یہ دیکھنے سے تو قالوا اِنّا للہ ہو نہ سکتے تھے۔''

اسمتھ اور ریمزے کی آپس میں ملاقات ہو گئی۔

اسمتھ: ''آپ نے دیکھا؟''

---

[1] میں تُو ہو گیا، تُو میں ہو گیا

ریمزے: ''ہاں اگر میں خود نہ دیکھے ہوتا تو سمجھتا، لوگ بڑھا چڑھا کر کہہ رہے ہیں۔''

سمتھ: ''میرا خیال اب تو اور بھی مضبوط ہو گیا ہے کہ پاکستان روکے نہیں رُکتا، ہم لوگوں کو ابھی سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ عالمی بساط سیاست پر یہ ایک اور مہرہ ضرور آئے گا۔ اس کے آنے کے بعد بازی کا نقشہ کس طرح بدلنا پڑے گا؟ اس پر ابھی سے غور کرنا چاہیے، شطرنج کا اچھا کھلاڑی وہی ہے جو بہت دُور کی چالیں پہلے سے سوچ لے۔''

ریمزے: ''آج میرے سارے خیالات الٹ پلٹ ہو گئے۔ مجھے از سرِ نو نقشہ جمانے میں ابھی کچھ دیر لگے گی۔''

(ماخوذ از: سحر ہونے تک)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) قائدِ اعظم کے جلسے کے لیے کیا کیا تیاریاں ہو رہی تھیں؟

(ب) مذکورہ متن میں کتنی قوموں کا ذکر کیا گیا ہے اور کیوں؟

(ج) لیلٰی کا جلسے میں کیا کام تھا؟

(د) ریمزے کے ذہن میں قائدِ اعظم کا خاکہ کیسا تھا؟

(ہ) پاکستان کے بارے میں اسمتھ کے کیا خیالات تھے؟

(و) ''قدرت بھی درختوں کی شکل میں مسلم لیگ کے سبز جھنڈے ہی اڑا رہی ہے''۔ اِس عبارت سے مصنف کی کیا مراد ہے؟

سوال ۲: درج ذیل اقتباسات کی تشریح بہ حوالۂ سیاق و سباق کیجیے:

(الف) ''بھیڑ کا یہ عالم کہ بہ قول شخصے اگر تھالی پھینک دی جائے تو انسانوں کے سروں ہی پر میلوں ناچتی چلی جائے۔''

(ب) ''مسٹر جناح اس وقت انسان کی صورت میں زندہ شیر کی طرح ہیں اور مسلمانوں کے دلوں پر جس طرح حکومت کر رہے ہیں، وہ کوئی راجا بھی کیا کرے گا۔''

(ج) ''عالمی بساط سیاست پر یہ ایک اور مہرہ ضرور آئے گا۔ اس کے آنے کے بعد بازی کا نقشہ کس طرح بدلنا پڑے گا؟ اس پر ابھی سے غور کرنا چاہیے، شطرنج کا اچھا کھلاڑی وہی ہے جو بہت دُور کی چالیں پہلے سے سوچ لے۔''

سوال ۳: درج ذیل تراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

رنگ و نور — کُوچہ و بازار — دُھلی دُھلائی — عظیم الشّان — جلال و جمال

سوال۴: درست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے:

۱- ''سحر ہونے تک'' ناول ہے:

(الف) ڈپٹی نذیر احمد کا (ب) علامہ راشد الخیری کی

(ج) خدیجہ مستور کا (د) فضل احمد کریم فضلی کا

۲- اس ناول کا پلاٹ ہے:

(الف) پاکستان کی آزادی سے متعلق (ب) غدر سے متعلق

(ج) پہلی جنگِ عظیم سے متعلق (د) دوسری جنگِ عظیم سے متعلق

۳- "عالمی بساطِ سیاست پر یہ ایک اور مہرہ ضرور آئے گا" یہ جملہ استعارہ ہے:

(الف) قیامِ پاکستان کا (ب) تقسیمِ ہندوستان کا

(ج) شطرنج کے ایک کھلاڑی کا (د) قائدِ اعظمؒ کا

۴- ''من تُو شدم'' سے مراد ہے:

(الف) تو اور میں ہو گئے (ب) میں، تُو ہو گیا

(ج) میں اور تُو ہو گئے (د) تُو، میں ہو گیا

۵- "انسان کی صورت میں زندہ شیر کی طرح تھے" اس جملے میں ایک صنعتی خوبی ہے:

(الف) صنعتِ مبالغہ (ب) صنعتِ تلمیح

(ج) صنعتِ استعارہ (د) صنعتِ تشبیہ

سعید اکثر دیر سے آتا ہے۔ ابراہیم اسکول خوشی سے جاتا ہے۔ ناہید حیدر آباد جا رہی ہے۔
درج بالا جملوں میں فعل کے متعلق بتایا جا رہا ہے۔ یہ جملے بتا رہے ہیں کہ: (۱) سعید کب آتا ہے۔ (۲) ابراہیم کیسے جاتا ہے۔ (۳) ناہید کہاں جا رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی فعل کے بارے میں یہ بتانا ہو کہ وہ فعل کب، کس طرح اور کہاں واقع ہوا تو ''متعلقِ فعل'' کا استعمال ہوتا ہے۔

سوال ۵: درج ذیل جملوں میں ''متعلقِ فعل'' کی شناخت کیجیے:

(۱) بچہ روتے روتے سو گیا۔ (۲) قافلہ منزل پر پہنچ گیا۔ (۳) اقبال دیر سے آتا ہے۔

☆ **ناول نگاری:** ناول کا ماخذ اطالوی زبان کا لفظ ناویلا "Novela" ہے۔ جس کے لفظی معنی انوکھا، عجیب اور نیا کے ہیں۔ اصطلاح میں ناول سے مراد ایسی کہانی جس میں انسانی زندگی کے حالات و واقعات اور مسائل و معاملات کو دل چسپ انداز میں پیش کیا جائے۔ یہ دل چسپی پلاٹ، کردار نگاری، منظر نگاری اور مکالمہ نگاری سے پیدا کی جاتی ہے اور یہی ناول کے بنیادی عناصر ہیں۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ اس ناول کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔

۲- طلبہ کمرۂ جماعت میں اپنے زیرِ مطالعہ کسی اور ناول / کہانی کے مکالمے دُہرائیں گے۔ پھر اپنے علم اور تجربے کی روشنی میں مختصر تبصرہ بھی کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱- طلبہ کو ناول پڑھنے میں مدد فراہم کیجیے۔

۲- ناول کے اجزا کے بارے میں طلبہ کو بتائیے۔

۳- اس ناول کے سیاسی پہلو کے بارے میں طلبہ کو آگاہ کیجیے۔

۴- کسی علمی / ادبی لیکچر میں شرکت کی اہمیت اجاگر کیجیے۔ نیز لیکچر کے چیدہ چیدہ نکات اپنی ڈائری میں نوٹ کرنے کی افادیت بھی طلبہ کو بتائیے۔

۵- طلبہ کو مختلف النّوع لغات کا استعمال سکھائیے۔